چاک کر دی ترک نادان نے خلافت کی قبا | سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

اگر ہم اپنے قابل فخر اسلاف پر فخر کریں اور عمل ان جیسا نہ ہو تو اس عربی شعر کے مصداق بن سکتے ہیں

من افتخر بآباء مضوا سلفا | قلنا صدقت ولکن بئس ما ولدوا

وزیر اعظم طیب اردگان کا جرأت مندانہ اقدام:

ڈیوس کے مقام پر ورلڈ اکنامک فورم کے موقع پر ترکی کے وزیر اعظم طیب اردگان نے اسرائیلی غنڈہ گردی کے خلاف جرأت مندانہ طرز عمل اختیار کیا۔ ورلڈ اکنامک فورم میں اسرائیلی صدر شمعون پیریز نے غزہ پر اسرائیلی درندگی کو جائز جب کہ فلسطین اور حماس کو جارح قرار دیا، پروگرام کے کنوئیر نے شمعون پیریز کو فلسطینیوں کے خلاف زہر اگلنے کا پورا موقع دیا لیکن جب طیب اردگان کی باری آئی تو وقت کی کمی کا بہانہ بنا کر انہیں اسرائیلی درندگی کے خلاف بولنے سے روک دیا، جس پر ترک وزیر اعظم نے واک آؤٹ کر کے کہا کہ وہ آئندہ ورلڈ اکنامک فورم کے اجلاس میں شرکت کے لئے ڈیوس نہیں آئینگے۔ طیب نے کہا میں اپنے قومی وقار کو مجروح نہیں کر سکتا کہ اسرائیلی درندگی پر خاموش رہوں۔

اجلاس میں مسلم ممالک کے بہت سے راہنما بھی شریک تھے جو اسرائیلی صدر کی زہریلی تقریر پر تالیاں بجا رہے تھے کسی میں رتی برابر ایمانی غیرت نہ تھی۔ یہ اعزاز صرف ترک وزیر اعظم کو نصیب ہوا، طیب اردگان نے ترک قوم کی غیرت اور ناموس کی لاج رکھی۔ یہی وجہ تھی کہ رات دو بجے ہزاروں کی تعداد میں ترک عوام اپنے غیرت مند وزیر اعظم کے استقبال کے لئے سخت سردی کے عالم میں ایئر پورٹ پر جمع تھے انہوں نے وزیر اعظم کا استقبال ایک ہیرو کی طرح کیا۔

آدھا رہ گیا

دین آدھا رہ گیا ، ایمان آدھا رہ گیا | پھر تعجب کیا جو پاکستان آدھا رہ گیا
وہ سمجھتا تھا کہ یہ بھی اشرف المخلوق ہے | آدمی کو دیکھ کر شیطان آدھا رہ گیا
ناپ کر دیکھا تو قد میں کچھ درازی آگئی | تول کر دیکھا تو ہر انسان آدھا رہ گیا
سعی حالی سے ہوئی غالب کی دگنی منزلت | ہاں مگر مرحوم کا دیوان آدھا رہ گیا

شاعر: دلاور فگار | انتخاب: عبدالباری عاکف

محمد اسماعیل فضلی

ارض بلتستان

محکمہ جنگلات: بڑھتی ہوئی آبادی کے ساتھ ساتھ پھلدار درخت بھی سردیوں کا ایندھن بننے جارہے تھے۔ میاں پرتاب سنگھ نے زیادہ درخت اگانے والوں کو مالیہ اور اگان میں رعایت دی یا مکمل معاف کر دیا۔ حتیٰ کہ بہت سے لوگ خصوصی انعام کے بھی مستحق ٹھہرے۔ نچلو کے روزی علی، حسین آباد کے جعفر اور سکردو کشمراہ کے علی محمد کو جب سند خاص عطا کیا گیا تو ان لوگوں نے برملا کہہ دیا کہ کاغذ کے یہ ٹکڑے ہمارے خالی شکم کو بھر سکیں گے؟ اس بات کو انگریز فارسٹ آفیسر نے خوب محسوس کیا۔ لہذا انہوں نے سند کے ساتھ ساتھ مبلغ 100 روپے بھی منسلک کر دیئے۔

یہ قاعدہ و قانون مقامی طور پر جاری کرایا گیا کہ ہر موضع کا نمبردار جنگلات سے گیلی لکڑی کاٹنے والوں کو جرمانہ اور سزا دے گا۔ اسی طرح جنگلی حیات کے تحفظ کیلئے شکار کا موسم اور حد متعین کر دی گئی۔ مارچ سے اگست تک مادہ حیات کا شکار ممنوع تھا۔ شکاری مارخور، کیل، مارکوپولو شیپ اور اڑھیال وغیرہ کا کم از کم ایک ران نمبردار کو دیتا تھا۔

بھیڑیے کو قتل کرنے کی آزادی تھی، لیکن برفانی چیتے اور سفید ریچھ کا شکار اس وقت تک ممنوع تھا جب تک وہ انسان، انسانی آبادی یا ریوڑ پر حملہ نہ کردے۔

انفرادی شکار کیلئے قاعدے بنائے گئے۔ کوئی شخص شکار کے موقع پر پہنچ جائے تو وہ رام چکور اور اس سے بڑے شکار کے حصے کا مستحق ٹھہرتا، جبکہ کھال خود شکاری کا ہوتا۔ سری اور دل کا حقدار شکاری نہ ہوتا تھا۔ وقت کا دھارا چلتا رہا، دن مہینے اور سال محو گردش رہے، 1948ء میں ماہ اگست کی چودہ تاریخ کو ڈوگروں سے آزادی حاصل کر کے پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کیا گیا تو وہ کڑا انظام بھی ڈھیلا پڑنے لگا۔ محکمہ جنگلات کے عملے میں اضافہ ہوتا رہا، مگر ایمانداری سے قانون نافذ کرنے سے عاجز رہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ جنگلات بڑی بے دردی سے کٹ رہے ہیں اور شکار کا مشغلہ بھی فروغ پا رہا ہے اب نہ صرف جنگلات کے ساتھ سفا کانہ سلوک روا رکھا جا رہا ہے بلکہ جنگلی جانور بھی ماضی کا قصے بنتے جا رہے ہیں۔

رسل ورسائل اور فوجی نظام:

فوج کی ضروریات کے پیش نظر رسد و کمک کیلئے بار برداری کا انتظام کیا گیا۔ بنڈ پورہ سے گلگت، گلگت سے پامیر،

ہنزہ اور چترال میں مستوخ تک اور نگر تا نگیر اور چیلاس تک پڑاؤ قائم کیے۔ ملکی حفاظت کے لیے مسلح فوجی تعینات کیے۔ دوسری طرف سری نگر سے کرگل اور کرگل سے سکردو، روندو، شگر، کھرمنگ، اور خپلو تک، خپلو سے چھوربٹ، سلسہ اور نوبراہ سے لداخ تک قریب قریب پڑاؤ قائم کیے۔ پڑاؤ پر خدمات کیلئے عوام کی باری باری ڈیوٹی اور قیام وطعام کا نظام قائم کیا گیا۔ یہ نظام وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نہایت سفاکانہ روش اختیار کرتا گیا۔

محکمہ پبلک ورکس کو قابل آفیسروں کی نگرانی میں قابل رشک حد تک فعال بنا دیا گیا، وادی جہلم کی سڑک پختہ کردی گئی راولپنڈی اور سیالکوٹ سے سری نگر تک یکہ، بگھی اور تانگوں کی آمدورفت کے قابل بنادیا گیا۔ مال تجارت کی ترسیل آسان بنادی گئی۔ اس سے پہلے حکمران اور سرکاری عملہ حیوانات پر سوار ہوکر یا انسانوں سے اٹھوا کر سفر کیا کرتے تھے۔ اب چھکڑوں کرانچیوں، بگھیوں اور تانگوں پر تیز رفتاری سے سفر کرنے لگے۔ سری نگر سے جموں تک پختہ سڑک تعمیر کی گئی۔ ریاست کے دور دراز ذیلی صدر مقامات کم از کم خچر روڈ سے ملا دیے گئے۔ لداخ، خپلو اور سکردو کو ملانے کیلئے خچر روڈ کے ساتھ حسب استطاعت پل تعمیر کیے گئے۔ اس دور کے کئی پل اب بھی اس وقت کے شان کی گواہی دے رہے ہیں۔

محکمہ آبپاشی: آبادی میں اضافے کے ساتھ ساتھ زرعی اراضی تنگ ہوتی گئی۔ قحط سالی نے بھی مہاراجہ کی توجہ اس طرف راغب کیا۔ ایک انگریز انجینئر ہربرڈ ڈان کی خدمات حاصل کرلی گئیں، جس نے آبپاشی کے محکمے کو بھی پبلک ورکس سے ملا دیا۔ بلتستان سکردو میں نالہ سدپارہ کے اطراف میں نہریں نکالی گئیں، گنگوپی نہر کی مرمت اور توسیع کی گئی، ہرگسہ کے کٹاؤ کو روکنے کیلئے اطراف میں بند تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ سدپارہ جھیل پر بند باندھ کر پانی کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی گئی۔ کواردو میں بھی بند تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ باشہ، روندو اور ستق میں بھی اس قسم کے منصوبے بنائے گئے ریاست کریس اور خپلو کے درمیان معاہدے کیے گئے۔ جن کی رو سے ریاست خپلو بمقام یوگو سے دو نہریں ریاست کریس موضع غواڑی کو دینے کا فیصلہ ہوا۔ جس کے تحت نالہ یوگو فراپوس سے ایک کویل غواڑی کو دی گئی جو اس سے قبل صرف غواڑی بروق (علف زار) تک پینے کیلئے پانی فراہم کرتا تھا۔ توسیع کے بعد زرعی زمینوں کو بھی آباد کرنے میں استعمال ہونے لگا، جس کے عوض غواڑی عوام (سپنگ مر) یعنی مکھن ایک من راجہ خپلو کو ادا کرتے تھے۔ جبکہ دوسرا کویل دریائے شیوق سے گنفھا تک نکالا گیا۔ تیسرا کویل بلغار سے کونیس تک نکالا گیا جس کے عوض ایک سو پندرہ سیر خوبانی کا تیل راجہ خپلو کو دیا جاتا۔ کریس نالہ کے اطراف میں آب رسانی کا منصوبہ رکھا گیا۔ خپلو خاص میں سلینگ کویل، نالہ گانچھے سے تھوقسی کھر کے

اطراف تک کویل کے علاوہ غورسی اور مچلو، تلیس کے زمینوں کے کٹاؤ کو روکنے کیلئے بند تعمیر کرنے کے منصوبے شامل تھے۔

زمینوں کے تحفظ اور ملکیت کا نظام: پرانے زمانوں میں زمین کی اصل ملکیت راجاؤں کی ہوتی تھی۔ راجہ جس منظورِ نظر کو چاہے سرسبز کھیتوں کو عوام سے چھین کر ہبہ کر دیتے تھے۔ ایک دفعہ بہار کے موسم میں جب ان پہاڑوں کی زمینوں پر پھلوں اور پھولوں کا راج تھا، مہاراجہ اپنی رانیوں اور شہزادوں سمیت سیر کیلئے نکلا اور بلتستان کا رخ کیا۔ کرگل پہنچ کر سب سے پیاری رانی سیتا کور نے خواہش ظاہر کی کہ سکردو اور چپلو بھی دیکھنا چاہتی ہے۔ اس سفر میں سری مرسنگھ بھی ساتھ تھا۔ تین رانیوں، بھائی اور چند خدمت گاروں کا یہ قافلہ کھرمنگ سے ہوتا ہوا پرکوتہ (مھدی آباد) میں مقیم ہوا، کھرمنگ کی اس تنگ وادی سے سیتا کور نے کوفت محسوس کی اور کہنے لگی کہ اس سنگلاخ دشوار گزار وادی میں تو کچھ بھی نہیں، ہمیں واپس چلنا چاہئے۔ مہاراجہ نے کہا کہ آدھ پڑاؤ کے بعد یہ وادی تیرے من کی طرح کشادہ ہوجائے گی۔ پھلوں سے لدے اور پھولوں سے بھرے سبزہ زار اور زمرد کی طرح لہلہاتے کھیت اور سادہ لوح کاشتکار دیکھنے کو ملیں گے۔ رانی جھکتی ہوئی کرکیت تھنگ تک پہنچ گئی۔ کرکیت تھنگ اور چھومدو تھنگ دریائے سندھ اور شیوق کے سنگم پر واقع ہے، دریائے سندھ نے کاٹ کر کرکیت اور چھومدو تھنگ میں تقسیم کر دیا ہے۔ دریاؤں میں ان دنوں طغیانی تھی۔ زخ (کشتی) بانوں کو بلایا گیا۔ زخ لکڑی کے ڈنڈوں کو رسی میں پرو کر مشکوں کے اوپر باندھ دیئے جاتے ہیں جو دریا پار پہنچانے کا خاص ذریعہ ہوتا تھا۔

مہاراجہ کا قافلہ سورج کی پہلی کرن کے ساتھ دریا پار کر گیا، راجہ کریس کو اطلاع ملی تو اپنے امراء کو لے کر چھومدو تھنگ میں استقبال کیلئے حاضر ہوئے، ان کے ساتھ فوجی اور دیگر عملے کے علاوہ سازندوں، گویوں اور رقاصوں کا گروہ بھی آموجود ہوا۔ میر منشی عبدالحلیم غواڑوی نے پر تکلف ضیافت کا اہتمام کیا۔ پڑاؤ کا انتظام دیکھ کر مہاراجہ نے منتظمین کو انعامات سے نوازا (قطب کشمیر، از قطب الدین مدارسی) اہل کریس کے والہانہ انداز کو دیکھ کر دو سال کا مالیہ اور لگان معاف کر دیا۔ راجہ کے اخراجات کیلئے خالصہ خزانے سے پچاس ہزار روپے عطا کرنے کا اعلان کیا۔

شاہی خاندان نے چند دن اور قیام کا منصوبہ بنایا۔ راجہ کریس نے محل میں قیام کی پیش کش کی تو رانی حندل کور نے معذرت کر لی کہ محل میں قیام ہمیں عوام سے دور کر دے گا اور ہم سادہ لوح عوام پر بوجھ بنیں گے۔

مہاراجہ کی آمد کی خبر پا کر راجہ سکردو اپنے یہاں استقبال کے انتظامات میں لگا ہوا تھا، جبکہ حاتم خان ثانی چپلو میں استقبال کی تیاری کر رہا تھا۔ ادھر مہاراجہ پرتاب سنگھ نے بلتستان کے راجاؤں کے درمیان صلح اور امن قائم کرنے کا ارادہ

کرلیا۔

بلتستان میں قیامِ امن کا معاہدہ: مہاراجہ بلتستان میں مستقل امن قائم کا مصمم ارادہ کر چکا تھا، جس کیلئے آبادی سے دور یہ میدان تین سلطنتوں کے سنگھم پر انتہائی موزون تھا۔ مہاراجہ نے ہر راجہ کے نام خط لکھوایا۔

حکم نامہ (بزبان فارسی)

از مہاراجہ جموں وکشمیر میاں پرتاب سنگھ بہادر بنام: راجگان بلتستان

آج مؤرخہ ۲۸ مئی ۱۸۸۶ء، راجگان بلتستان محمد شاہ سکردو، حاتم خان خپلو، عباس خان شگر، حسین خان روندو، مراد علی خان استور اور امان علی شاہ کھرمنگ کے نام حکم رقمی ہے کہ آپ حضرات اپنے میر منشیوں اور وزراء اعظم کے ہمراہ فی الفور اندر تین دن اکتیس مئی تک موسوم چھومدو تھنگ کریس غواڑی پہنچ جائیں۔ سرکار خالصہ مہاراجہ جموں وکشمیر دلداخ ایک معاہدہ کرانے کا خواہاں ہے۔ ظلم وزیادتی، جنگ وجدل اور بے زبان عوام پر بے جا ظلم وستم اور مالی وجانی نقصانات آئندہ ہمیں نہ منظور ہے اور نہ قابل برداشت۔

تیز رفتار قاصدوں کے ذریعے خطوط ارسال کیے گئے۔ اس دوران ان رانیوں نے کریس کے محلوں میں جاکر عورتوں کی شکوے شکایات سنیں۔ ایک عورت کی شکایت پر اس کے خاوند کو سزا دی گئی۔ ایک بڑھیا نے آکر کہا کہ راجگان جب اور جہاں چاہیں اپنے چمچوں کو لوگوں کی زمینیں اور کھیتیاں ہبہ کر کے دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ متاثرین اپنی زمینوں سے محروم ہوکر بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ عورتوں کو قیمتی زیورات اور مردوں کو لٹھا کپڑے تک پہننے کی اجازت نہیں۔ ان شکایتوں پر مہاراجہ بے چین ہوا۔

یکم جون ۱۸۸۶ء کو دربار لگا۔ راجگان بلتستان یا خصوصی اختیارات کے حامل نمائندے حاضر ہوئے۔ مہاراجہ نے بلا تمہید غرض بیان کی۔ سرحدی حدود متعین کیں اور باقی خلفشار کے معاملات دربار میں پہنچانے کی ہدایت کی۔ اس تاریخی معاہدے کے اہم نکات یہ ہیں:

(۱) ریاستوں کی حدیں جو قدیم زمانے میں متعین تھیں، یعنی ۱۸۰۰ء کے حدود پختہ ہیں۔

(۲) کوئی راجہ دوسری ریاست پر دست درازی نہیں کرے گا۔

(۳) لگان اور مالیہ کے نظام کا کنٹرول دربار خالصہ سے ہوا کرے گا۔

(۴) افواج کی تعداد کا تعین اور نظام دربار خالصہ کے تحت ہوگا۔

(۵) تعلیم راجہ خاندانوں کی میراث نہیں۔حصول علم پر عائد پابندیاں ختم کر کے تعلیم عام کردی جائے گی۔

(۶) سکردو کی کھرمنگ اوراستور کے ساتھ،شگر کی روندو کے ساتھ اورخپلو کی کریس اور چھور بٹ کے ساتھ عملداری ہوا کرے گی۔

(۷) باہمی چپقلش کی صورت میں راجگان خالصہ دربار سے رجوع کریں گے،کوئی آپس میں لڑائی اور جنگ کرنے کا مجاز نہ ہوگا،خالصہ افواج پہل کرنے والوں کی سرکوبی کریں گے،جس کا باقی حکمرانان بلتستان ساتھ دیں گے۔

(۸) ریاستوں کے اندر کسی غریب کسان یا کاشتکار کی زمین کوئی راجہ دوسروں کو وقف نہیں کر سکے گا۔زمین اللہ کی ہے۔حقیقی ملکیت اسی کی ہے،جو لوگوں کے پاس امانت ہے۔جس زمین پر جو شخص قابض ہے،وہی اس کا مالک ہے۔

(۹) قبضہ کے سلسلے میں بہت جلد بندوبست قائم کی جائے گی۔

(۱۰) عورتوں پر ظلم شرمناک فعل ہے۔جس کی رانیوں کے ذریعے شکایتیں ملی ہیں،عورتوں اور غریبوں کیلئے بھی دربار میں رسائی اور شکایات کے خصوصی انتظام ہوں گے۔ہر راجہ اپنے دربار میں بھی انتظام کرلے۔

اس معاہدے پر سب کے دستخط ثبت کیے گئے۔ [بحوالہ اقبال نامہ یبگون:۴۸۳]

مہاراجہ اس معاہدے کے اگلے دن دریا عبور کر کے کریس پہنچا۔اس سفر میں ان کے ساتھ باقی راجگان بھی کریس میں ایک دن قیام کر کے سکردو چلے گئے،کشتی کے ذریعے دریائے سندھ پار کر کے چھومیک میں قیام کیا۔وہاں اہلیان سکردو نے شاندار استقبال کیا۔مقپون حیدرعلی خان اس استقبال سے ناخوش تھا،اس لئے راجہ سکردو نے خصوصی پیغام کے ذریعے انہیں خاموش رہنے کی ہدایت کردی۔

اس دوران انہوں نے سکردو کی خوب سیر کی۔کھرفوچو،ننگ ژھوق،کت پناہ اور سدپارہ جھیل کے علاوہ مقامی تہوار (ستروپ لا) سے بھی لطف اندوز ہوئے۔

دس دن قیام کرنے کے بعد مہاراجہ شگر چلے گئے۔شگر کے فروٹ کی تعریف انہوں نے (اقبال نامہ پرتاب) میں کی ہے۔وہ لکھتا ہے:یہ علاقہ انسانوں کے پھلنے پھولنے کا نہیں،بلکہ نباتات کی جنت ہے۔یہاں کی آب وہوا انسانوں سے زیادہ پودوں کو فائدہ دیتی ہے۔انہوں نے شگر کی مجالس اور مجلسی آداب کی جی بھر کر تعریف کی ہے۔مغربی محقق راجر فیلڈ کے مطابق شگر معدنیات کی سرزمین ہے،لہٰذا یہاں کا پانی انسان اور حیوان کیلئے زیادہ سودمند نہیں۔

چند دن گزارنے کے بعد مہاراجہ راجاؤں کے جم گٹھے میں خپلو روانہ ہوا۔ ہر پڑاؤ پر تازہ دم گھوڑے اور نئے خدمت گار تیار ملے۔مگر مہاراجہ اپنے سفید گھوڑے ہی پر سواری کو پسند کرتا تھا۔

موضع کورو پہنچ کر وادی کافی وسیع ہو جاتا ہے۔ پار غواڑی کا وسیع سرسبز علاقہ واقع ہے۔قافلہ مہاراج غواڑی کا نظارہ کرنے کیلئے اونچے ٹیلے پر چڑھ گئے۔دوسری طرف نشیب میں چند گھرانے آباد تھے۔رسائی آب گرمائی موسم میں بہت ہی قلیل تھی......مگر سرما میں یہ لوگ کیا کرتے ہیں؟ جواب ملا: مٹکوں میں پانی بھر کر عورتیں دریا سے اپنی ضروریات پوری کرتی ہیں۔رانیوں کے دل پسیج گئے۔اس موقع پر فیصلہ صادر ہوا کہ یہاں کے باسیوں پر لگان نصف کر دیا جائے اور کورو گوند اور آس پاس کے علاقوں کو سیراب کرنے والی واٹر چینل کی توسیع کر دی جائے۔اس مقصد کیلئے سرکاری خزانے سے رقم دینے کا اعلان کیا گیا۔

موضع کونیس کے اوپر آباد ہریکون کا بھی نظارہ کیا گیا۔ستیا کور کو بتایا گیا تھا کہ ''ہری کون'' مہاراجہ ہری سنگھ نے آباد کیا تھا، جب ہری سنگھ نے اپنے والد سے مخالفت کی وجہ سے بھاگ کر یہاں چشمے کے قریب چھپ کر چند سال گزارے تھے۔مگر یہاں پہنچ کر واضح ہوا کہ یہاں مہاراجہ ہری سنگھ نہیں بلکہ ایک اور ''ہری سنگھ'' نامی شخص نے پناہ لی تھی، جس نے دربارِ خالصہ سے سزا پائی تھی اور جیل سے فرار ہو کر یہاں چھپ گیا تھا اور اس کی اولاد سے یہ چھوٹا گاؤں آباد ہو گیا تھا۔

یہ قافلہ اب خپلو اور کریس کی سرحد پر تھا۔ جہاں ''شخوس لا'' پر رک کر خپلو کریس پانی و نہروں سے متعلق معاہدے پر دستخط اور مہر تصدیق ثبت کر دیا گیا۔یہ معاہدہ خپلو محل میں آج بھی موجود ہے۔قافلہ نے ایک دن بلغار میں قیام کیا، جہاں پولو میچ کا اہتمام کیا گیا۔ایک طرف راجگان بلتستان تھے، دوسری طرف عوامی کھلاڑی۔

بلغار کا ایک کھلاڑی کریم ایک موقع پر راجہ خپلو کے مقابلے سے کترا کر نکل گیا تو پرتاب سنگھ نے محسوس کیا کہ راجہ کے ظلم کا خوف دامن گیر ہے۔کھیل ختم ہوا تو مقابلہ عوام کی جیت پر منتج ہوا۔میاں پرتاب سنگھ نے دربار میں کریم کی مثال دے کر سمجھایا کہ ایسے ہونہار کھلاڑیوں کی قدر کی جائے، نہ کہ انہیں خوفزدہ کیا جائے۔

بہرکیف بلغار کی روایتی مہمان نوازی اور رقص و موسیقی کی محفلوں سے خوش ہو کر مہاراجہ نے اس فرمان کی توثیق کر دی، جس میں بلغار اور یوگو کیلئے لگان معاف کر دیا گیا تھا۔

راجہ خپلو ان کا اور سرکار خالصہ کا پرانا حلیف تھا۔مہاراجہ نے چند دنوں تک خپلو میں قیام کیا۔ وہاں سے چھور بٹ اور لداخ سے ہوتے ہوئے سری نگر چلے گئے۔کرگل میں سنگلاخ چٹانوں سے ایک نہر نکالنے کے منصوبے کی منظوری دی، جس